دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرینس نمبر: Aqs 1532 بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ تاریخ: 18-02-2019

ادھار میں چیز نقد قیمت سے مہنگی بیچنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارا گاڑیوں کے پارٹس وغیرہ بیچنے کا کاروبار ہے۔ بعض اوقات گاہک ادھار خریدنا چاہتا ہے، تو جو چیز ہم نقد ہزار روپے میں بیچتے ہیں، ادھار میں وہی چیز پندرہ سو روپے کی بیچ سکتے ہیں؟ اس میں کسی قسم کا سود وغیرہ تو نہیں ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں آپ نقد قیمت ہزار روپے والی چیز ادھار میں پندرہ سو روپے کی بیچ سکتے ہیں، اس میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ ادھار کی مدت معین ہو اور یہ طے کرلیا جائے کہ یہ سودا نقد کیا جارہا ہے یا ادھار۔ نیز کوئی اور ناجائز شرط نہ لگائی جائے۔

نقد اور ادھار بیچنے کے متعلق کنز الدقائق میں ہے: "وصح بثمن حال وبأجل معلوم" ترجمہ: نقد اور ادھار قیمت کے ساتھ خرید وفروخت درست ہے، بشرطیکہ ادھار کی مدت معلوم ہو۔ (کنز الدقائق، کتاب البیوع، صفحہ 228، مطبوعہ کراچی)

نقد وادھار میں سے کوئی صورت معین کیے بغیر بیچنے کے متعلق فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "رجل باع علی أنه بالنقد بكذا وبالنسيئة بكذا او الی شهر بكذا او الی شهرين بكذا لم يجز كذا في الخلاصة" ترجمہ: کسی شخص نے اس طریقے سے کوئی چیز بیچی کہ نقد اتنے کی اور ادھار اتنے کی ہے یا ایک مہینے کی مدت تک اتنے کی اور دو مہینے کی مدت تک اتنے کی ہے، تو یہ خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب البیوع، الباب العاشر فی الشروط التی تفسد البیع، جلد 3، صفحہ 146، مطبوعہ کراچی)

نقد وادھار میں سے کوئی ایک صورت معین کرکے بیچنے کے متعلق فتح القدیر میں ہے: "ان کون الثمن علی تقدير النقد ألفا وعلی تقدير النسيئة ألفين ليس في معنی الربا" ترجمہ: کسی چیز کی قیمت نقد کی صورت میں ایک ہزار اور ادھار کی صورت

میں دوہزار ہو، تو یہ سود کی صورت نہیں ہے۔

(فتح القدیر، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، جلد6، صفحہ410، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے سوال ہوا: "جب غلہ بازار میں نقدوں 16 سیر کا ہو، تو قرضوں 15 یا 12 سیر کا بیچنا جائز ہے یا حرام یا مکروہ؟" تو جواباً آپ علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا: "یہ فعل اگرچہ نرخ بازار سے کیسا ہی تفاوت ہو حرام یا ناجائز نہیں کہ وہ مشتری پر جبر نہیں کرتا، نہ اسے دھوکا دیتا ہے اور اپنے مال کا ہر شخص کو اختیار ہے۔ چاہے کوڑی کی چیز ہزار روپیہ کو دے۔ مشتری کو غرض ہو، لے۔ (غرض) نہ ہو، نہ لے فی ردالمحتار: "لوباع کاغذۃ بالف یجوز ولا یکرہ" (ترجمہ:) ردالمحتار میں ہے: اگر کسی نے کاغذ کا ٹکڑا ہزار کے بدلے میں بیچا، تو جائز ہے اور مکروہ نہیں ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد17، صفحہ97،98، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اسی طرح آپ علیہ الرحمۃ سے ایک اور سوال ہوا: "غلہ تجارتی کو ادھار میں موجودہ نرخ سے زیادہ قیمت پر بیع کرنا درست ہے کہ نہیں؟" تو جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "درست ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد17، صفحہ275، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فتاویٰ امجدیہ میں فرماتے ہیں: "بیع میں ثمن کا معین کرنا ضروری ہے۔ در مختار میں ہے: و شرطہ لصحتہ معرفۃ قدر مبیع و ثمن اور جب ثمن معین کر دیا جائے، تو بیع چاہے نقد ہو یا ادھار سب جائز ہے۔ اسی میں ہے: وصح بثمن حال و مؤجل الی معلوم اور یہ بھی ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی چیز کو کم یا زیادہ، جس قیمت پر مناسب جانے، بیع کرے۔ تھوڑا نفع لے یا زیادہ، شرع سے اس کی ممانعت نہیں، مگر صورت مسئولہ میں یہ ضرور ہے کہ نقد یا ادھار دونوں سے ایک صورت کو معین کر کے بیع کرے اور اگر معین نہ کیا، یوہیں مجمل رکھا کہ نقد اتنے کو اور ادھار اتنے کو، تو یہ بیع فاسد ہو گی اور ایسا کرنا، جائز نہ ہو گا۔"

(فتاویٰ امجدیہ، جلد3، صفحہ181، مکتبہ رضویہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

14 جمادی الثانی 1440ھ/18 فروری 2019ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جا سکتی ہے